URDU NOVELS MAG

آمنہ ریئس خان

دُوریاں اور نزدیکیاں

مکمل ناول

آخری بار گیٹ کو سیاہ اور سنہری اسی نے پینٹ کیا تھا اور اس وقت بدرنگ سا گیٹ کھولتے ہوئے ایاس کو لگا وہ بھی اس سے شکایت کر رہا ہے۔

"دیکھو! تمہارے بعد کسی نے میری طرف توجہ ہی نہیں دی۔"

"شکایتیں!" اندر داخل ہوتے ہوئے اس کے دل نے جیسے سسکی لی۔ وہ خود کو ان کے لیے تیار کر چکا تھا۔

اونچی دیواروں سے گھرے صحن کا نقشہ بھی اس کے دل کی طرح بدلا اور اجڑا تھا۔ نیم کا سایہ دار پیڑ اپنی جگہ تھا مگر اس کے نیچے نہ اماں کی آرام کرسی تھی نہ ہی اس کے تنے سے لپٹے منی پلانٹ کے چوڑے پتے تھے۔ احاطے کی دیوار سے لگی کیاریاں خالی تھیں۔ وہاں کے گلاب، موتیا، جوہی، چمبیلی، جاسونتی کے پودے، گملے اور بیلیں ندارد تھیں۔ بس گیٹ کے دائیں طرف والا ایک لیموں کا درخت بچا تھا۔ اس کی بائیک اب بھی اپنی جگہ کھڑی تھی۔ گیٹ کی آواز پر جن کی طرح نمودار ہونے والا انسان ہی باہر آیا نہ اُسوہ نظر آئی۔ اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔ وہ رات میں اکثر چھت پر ہوتی تھی۔

"ماموں چار دفعہ تمہارا پوچھ چکے ہیں اور حسان بھائی بائیک پر تمہارے پیچھے بیٹھی تمہاری 'نمونی' کو بھی دیکھ چکے ہیں۔"

اس کے دیر سے آنے پر وہ چشمہ ناک پر جماتے ہوئے، دبی آواز اور ملامتی لہجے میں ہمیشہ آنے والے طوفان سے پہلے اسے آگاہ کرتی تھی۔

"جانے کس شہر میں...... کس کے ساتھ ہو گی!"

کچھ تصور اور حقیقتیں یکساں محال ہوتی ہیں۔ اُسوہ کے ساتھ کسی اور کا نام اس سے سوچا بھی نہیں جاتا تھا۔

دونوں بیگ گھسیٹتے ہوئے وہ صحن عبور کر کے ہال کے دروازے تک آیا اور وہیں ٹھہر گیا۔ براؤن اور کریم قالین کی رنگت ماند پڑ گئی تھی، ایل شیپ گہرے مرون صوفے کی جگہ بدل گئی تھی، اب وہ ٹی وی یونٹ کے بالکل سامنے تھا۔ اس پر پڑے کشن کور اس نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ سامنے رکھے کافی ٹیبل پر صحن میں کھلے پھول سے سجا کوئی گلدان نہیں تھا۔ اس پر ہمیشہ بچھا رہنے والا اماں کی کشیدہ کاری کا تاریخی نمونہ غائب تھا۔ میز پر صرف اخبار رکھا تھا۔ کمرے میں بھی کوئی اِن ڈور پودا نہ تھا۔ پاپا کی کتابوں کی الماری اور صوفے کے ساتھ کھڑا رہنے والا لمبا سا آرائشی گلدان اپنی جگہ موجود تھے۔ دیوار پر آیت الکرسی کی فریم کے علاوہ دو قدرتی مناظر کی تصویریں ٹنگی تھیں۔

"یہ عجیب ٹرینڈ ہے، اچھی بھلی صاف شفاف دیوار کو لے کے فریموں سے بھر دو، اس سے کمرا چھوٹا لگتا ہے مجھے تو۔ میرا بس چلے تو گھڑی کے علاوہ دیوار پر کچھ نہ ٹانگوں۔"

یہ آوازیں واپسی کی مرہونِ منت نہ تھیں۔ میلوں کے فاصلے پر بھی گزرے تین برسوں سے یہ اس کے ساتھ تھیں۔ وہ ہر یاد پر حیران ہو رہا تھا کہ اسے سب کچھ اس قدر تفصیل سے یاد تھا۔ اس نے تو کبھی گھر پر اتنی باریک بینی سے توجہ نہیں دی تھی۔

URDU NOVELS MAG

"تمہیں یاد ہیں کہ یہ سب اُسوہ سے جڑے تھے۔" اندر سے آواز آئی۔

"ہا...... آں......!" اپنے کمرے سے ہال میں آرہے سِنان نے اسے دیکھ کر اپنی آنکھیں دو تین بار میچ کر کھولیں۔ سنجیدہ چہرہ، پر سوچ آنکھیں، ہلکی داڑھی اور ذرا سے بڑھے وزن کے ساتھ بدلا بدلا سا وہ اس کا ضدی بھائی ہی تھا۔ جب تسلی ہوگئی کہ واقعی وہی سامنے کھڑا ہے، وہ زور سے چلایا۔

"اماں ممی......"

" کیا ہوا؟ " گرتی پڑتی شگفتہ پہلے نمودار ہوئیں۔ ہونق بنے سِنان کی نظروں کا تعاقب کیا اور ان پر شادی مرگ طاری ہوگیا۔

اِیاس...... "فرطِ مسرت سے کانپتی آواز میں پکارتے ہوئے انہوں نے دوڑ کر بیٹے کو گلے لگایا۔

"اِیاس!" تین برس سے ترس رہی پیاسی ممتا پر ٹھنڈے میٹھے دیدار اور لمس کی چھینٹیں پڑنے لگیں۔

www.urdunovelsmag.com
pklibrary.com
Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

وہ رو رہی تھیں۔ " کتنا ترسایا، کتنا تڑپایا ہمیں۔ "

" سوری ممی ! " اِیاس نے جھک کر ان کے شانے پر ٹھوڑی ٹکا دی۔ صحرا کا مسافر تو وہ بھی تھا۔

" اماں! " سِنان نے ایک بار پھر آواز لگائی۔ اسے انہیں لینے خود ان کے کمرے میں جانا چاہیے تھا مگر اس کے قدم منجمد ہو گئے تھے۔ اسے ایک ساتھ بہت سی باتیں اور کئی منظر یاد آ رہے تھے اور سب کا مرکز اُسوہ تھی۔ سامنے موجود بدلے اِیاس کو دیکھتے ہی اس پر منکشف ہوا تھا کہ جو بات وہ اس سے پہلے جان گیا تھا وقت گزر جانے کے بعد اسے بھی اس کا ادراک ہو گیا ہے اور یہ سچ اسے خوش نہیں کر سکا کہ اُسوہ اب پہلے والی اُسوہ نہیں تھی۔ اس کے بھائی نے دیر کر دی تھی۔

" آسمان ٹوٹ پڑا ہے یا قیامت آ گئی ہے جو تو اتنا...... "

دور سے ہی کہتی آ رہیں اماں کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ شگفتہ بیٹے سے الگ ہوئیں۔ ایک اور شادیٔ مرگ کی کیفیت۔ اس خوشی پر وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوتیں اس سے پہلے اِیاس نے آگے بڑھ کر انہیں تھام لیا۔ وہ زور سے روتے ہوئے اس سے لپٹ گئیں۔

" اتنے دن بعد آج بسنت پھولی ہے اس گھر میں۔ " کچھ دیر بعد انہوں نے سنبھل کر کہا۔

اماں! " اِیاس ہلکے سے ہنسا۔ " بہت مِس کیے آپ کے یہ محاورے۔

اسے خود سے دور کر کے انہوں نے اس کا چہرہ تھاما۔

" تو آیا کیوں نہیں جلدی، ایسا کوئی کرتا ہے؟ وعدہ کر اب کبھی چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ "

وہ شرمندہ تھا، پچھتا رہا تھا، سب سے معافی مانگنے کے لیے بے قرار تھا مگر اس وقت اس کی آواز ہی نہیں نکلی۔ اس کی کیفیت بھی ان کی سی تھی لیکن وہ اپنی دادی اور ماں کی طرح اعلانیہ رو بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے ضبط کرتے ہوئے سر ہلایا اور وہ سب اس خاموش وعدے پر ہی مطمئن ہو گئے۔

" اماں! یہ انت بھلا تو سب بھلا ہے یا لوٹ کے بدھو گھر کو آئے ؟ " پائل ابھی آئی تھی اور اسے دیکھ کر دروازے میں کھڑے کھڑے ہی اس نے سوال داغا۔ " یا آپ آئے بہار آئی ؟ "

" ارے، واہ تم تو پکی شاگرد ہو گئیں اماں کی! " اِیاس نے کہا۔

" آپ نے داڑھی کیوں رکھ لی؟ کوئی عربی بھی ساتھ ہے؟ مجھے انہیں نزدیک سے دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ " اس کی بات پر سب ہنس پڑے۔

سِنان باپ کو میسج کر چکا تھا۔ وہ بھاگتے دوڑتے گھر پہنچے تب وہ اماں اور شگفتہ کے بیچ صوفے پر بیٹھا تھا، انہیں دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔ باپ کے جھکے کندھے اور بالوں سے جھلکتی سفیدی دیکھ کر وہ پھر ندامت کے گہرے کنویں میں جا گرا۔ وہ سب کا مجرم تھا مگر سب سے زیادہ اعجاز اور اُسوہ کا۔

جب انہوں نے آگے بڑھ کے اسے گلے لگایا تو اس کے سوچے اور بار بار مشق کیے سارے جملے یونہی رہ گئے۔

" اتنی دیر لگا دی بیٹا۔ " انہوں نے نمناک آواز میں کہا۔ اور جب سے ضبط کر رہا اِیاس سب کے سامنے چھوٹے بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ اسے تو ان کے قدموں میں گر کر معافی مانگنی تھی، اپنے لیے سزا سننا تھی لیکن انہوں نے ایک لفظ کہے بغیر اسے گلے لگا لیا تھا۔

باپ کے سنجیدہ مزاج اور رعب نے ان کے مابین ہمیشہ فاصلہ اور جھجک قائم رکھی تھی، اور گھر چھوڑ کر جاتے ہوئے اس کے دل میں باپ کے لیے صرف شکایتیں تھیں۔ مگر اس وقت باپ کے گلے لگے اِیاس کو ان کی محبت اور اپنی خطاؤں کا احساس تھا۔ ان کے اس برتاؤ نے اس کا افسوس بڑھا دیا تھا۔ وہ باپ سے لپٹا رو رہا تھا اور باقی سب بھی آنکھیں پونچھ رہے تھے۔

☆☆☆

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

آنکھوں کے اندھے اور نام نین سکھ!" اسے دیکھتے ہی اماں نے گھورتے ہوئے ناگواری سے کہا۔

"اب کیا ہوا؟" اس نے پہلے چشمہ ناک پر درست کیا پھر سر جھکا کر اپنے سراپے پر نظر ڈالتے ہوئے اس طنز کی وجہ سمجھنا چاہی۔

"اُسوہ نام اس لیے رکھا تھا تیری ماں نے کہ اُسوہ حسنہ والی ہوگی بیٹی اور تو یہ...... "انہوں نے اس کے پیر کی سمت اشارہ کیا۔ "ٹخنوں کی نمائش کر رہی ہے۔"

"اماں!" اس نے ٹھنک کر احتجاج کیا۔ "ٹخنوں تک ہے اس سے اوپر نہیں اور یہ دیکھیں۔" اس نے بیگ کی سائیڈ پاکٹ سے اینکل لینتھ والی جرابیں نکالیں۔ "ابھی انہیں پہننا ہیں، ان کے بنا گھر سے نکلتی ہوں میں؟"

"ارے، یہ نگوڑے کپڑے پہنتی ہی کیوں ہے؟"

اس کے شلوار قمیص نہ پہننے پر وہ ہمیشہ نالاں رہتی تھیں۔ گھر سے باہر جینز، جیگنگ اور ٹراؤزر پر کرتیاں اور گھر میں گھٹنے تک آتے ٹی شرٹ اور پاجامے کا معمول انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ پیروں میں بھی وہ اسنیکرز اور لوفرز پہنتی تھی۔ اب بھی بلیو جینز پر گلابی سفید کرتا اور سفید دوپٹا اوڑھ رکھا تھا۔ بال پیچھے اسکر چی میں قید تھے، ہاتھ کے انگوٹھوں میں دو رنگز پھنسی تھیں اور کلائی پر بقول اماں پہاڑ سائز کی گھڑی تھی۔ میک اپ سے تو اس کی دشمنی تھی۔

اس نے اپنا بیگ فرش پر کرسی سے ٹکایا اور فون، رومال میز پر رکھ کر جرابیں پہننے لگی۔

"ممی!" اِیاس اپنے کمرے سے ہی بولتا آرہا تھا۔ "ناشتا ریڈی ہے تو ٹھیک ورنہ میں چلا۔" ٹی شرٹ گلے سے نیچے کھینچتے ہوئے وہ ہال میں داخل ہوا۔

"اولاد ہے یا دشمن!" شگفتہ دو پلیٹیں ہاتھوں میں لیے باورچی خانے سے باہر نکلیں۔ "دھمکی کے بنا بات ہی نہیں کرتی۔"

"ممی!" دودھ کا مگ واپس میز پر رکھتے ہوئے سنان نے احتجاج بلند کیا۔ صرف ایک اولاد، باقی دو کبھی دھمکی نہیں دیتیں۔"

"بڑے بھائی بڑی والی دھمکی دے چکے چھوٹے۔" اس نے اُسوہ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اطلاع دی۔

سنان نے چونک کر ماں کو دیکھا جو گزشتہ شب حسان کی گفتگو یاد آتے ہی لب بھینچ کر چپ ہو گئی تھیں۔ آملیٹ اور روٹی والی پلیٹ اُسوہ کے آگے اور ابلے انڈے اور اسموتھی اِیاس کے سامنے رکھ کر وہ پلٹ گئیں۔

"اماں! آپ کو بتایا نہیں ممی نے؟" چمچے سے ابلے انڈے کی زردی نکال کر اُسوہ کی پلیٹ میں رکھتے ہوئے اس نے دادی سے پوچھا۔

"اِیاس کے بچے!" شگفتہ نے واپس دروازے میں آکر دانت پیسے۔

"آنٹی جی!" باورچی خانے سے اماں کی چائے کا پیالہ لیے پائل نمودار ہوئی۔ "کس سے چھپا رہی ہے آپ؟ آپ کی ساس نے یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے ہے۔" اماں کے محاورے اور مثل اسے ہی سب سے زیادہ یاد تھے۔ "انہیں پتا ہے بڑے بھیا کو کوئی لڑکی پسند ہے اور وہ اس سے شادی کرنا چاہتے ہے۔" اس کے حلق سے ہے، تھی، گئی، آئی وغیرہ کے ساتھ نون غنہ کبھی نہیں نکلتا تھا۔ وہ چائے کا پیالہ ان کے آگے رکھ کر چلی گئی۔

"حسان پہلے میرے پاس ہی آیا تھا کہ پاپا ممی سے آپ بات کریں، میں نے کہا خود بات کرو۔" انہوں نے پیالہ اٹھاتے ہوئے شگفتہ کی سمت دیکھے بنا سکون سے کہا۔

شگفتہ ہنستے مسکراتے زندگی گزارنے پر یقین رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنی کوششوں سے گھر کا ماحول بھی ایسا ہی رکھا تھا۔ ساس نے ابتدائی دنوں میں روایتی رنگ دکھائے بھی تو انہوں نے روایتی بہو کا

URDU NOVELS MAG

چولا نہیں پہنا۔ آخر ساس بھی تھک ہار کر رام ہوگئی تھیں اور عرصے سے بڑے بیٹوں کو چھوڑ کر تو اسی کے ساتھ مستقل ان کے پاس رہتی تھیں۔ مگر اب بھی ان کے اندر کبھی کبھی پرانی روایتی ساس انگڑائیاں لیا کرتی تھی اور وہ انہیں ایسے دھچکے دیتیں کہ شگفتہ کچھ پل کو تھم جاتی تھیں۔

"اچھا کیا۔" اب بھی وہ سنبھل کر پلٹ گئیں۔

"میں نے تجھی کہہ دیا مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن اپنے پاپا سے خود کہو۔"

"ویسے حسان بھائی لگتے تو نہیں ایسے کہ خود لڑکی پسند کریں گے یا کوئی لڑکی انہیں پسند کرے گی، وہ تو بات بھی دن کی چار گن کے کرتے ہے اور جواب تو بنا بولے ہی دے دیتے ہے۔" پائل پھر نمودار ہوئی۔

"بہرا سو گہرا! اتنا خوبرو ہے میرا پوتا اسے کون ناپسند کرسکتا ہے۔" اماں کو پائل کا تجزیہ ایک آنکھ نہ بھایا۔

"واہ! کیا لبرل فیملی ہے۔" ایاس نے خالی گلاس میز پر رکھا اور اُسوہ کا رومال اٹھا کر منہ صاف کیا۔

"تمہاری گرل فرینڈز کا بار اٹھانے اتنی لبرل پھر بھی نہیں۔" اُسوہ نے دانت پیستے ہوئے اسے گھورا۔ اس کی آواز اتنی تھی کہ اماں نہ سن سکیں۔

"سب کو تھوڑی نہ گھر لانا ہے۔" اس نے ایک آنکھ دبا کر کہا۔ "ویسے وہ میری گرل فرینڈز نہیں فرینڈز ہیں۔" اس نے رومال فون کے قریب سابقہ جگہ پر بڑے سلیقے اور احتیاط سے رکھا۔

"آپ سیں اپنا کمر بند سنے! زور سے بولا کرو۔" وہ دونوں جب کھسر پسر کرتے اماں کا یہ جملہ لازمی ہوتا تھا۔

"کچھ نہیں اماں! اس نے میرا رومال خراب کر دیا۔ یہ آج والی کو دے دینا۔" اُسوہ نے رومال چٹکی میں پکڑ کر اس کے سامنے رکھا اور ٹشو باکس سے تین چار ٹشو ایک ساتھ کھینچ کر کھڑی ہوگئی۔

"چلو سنان!" بیگ شانے پر لٹکا کر اس نے سنان کو مخاطب کیا۔ ان دونوں کا کالج ایک ہی تھا۔

"ناشتا تو پورا کرلے۔" اماں نے ٹوکا۔

"دیر ہو رہی ہے، رکشا میں کھالوں گی۔" اُسوہ نے آملیٹ اور روٹی پر رکھ کر رول بنایا اور ایک ٹشو نکال کر اس میں لپیٹ لیا۔

"اللہ حافظ مامی، اللہ حافظ اماں۔"

"فی امان اللہ۔" شگفتہ باہر آئیں۔ "سنبھل کے جاؤ۔"

سنان بھی اپنی جگہ سے اٹھا۔ شگفتہ نے آگے آکر ٹی شرٹ کی کالر ٹھیک کی اور بالوں میں انگلیاں پھیریں۔

"اس جنگل میں کنگھا، برش کچھ تو پھرا لیا کرو۔"

"ٹھیک ہی تو ہے ممی۔" سنان نے انگلیوں سے بال پھر سے بکھرا لیے۔ وہ مزید کچھ کہتیں اس سے پہلے وہ باہر نکل گئی۔ لب سختی سے بند کیے وہ گہرائی سے سرسرا کر اوپر آنے کی کوشش کرتی ایک چیز کو اندر ہی دبا رہی تھی۔

وہ دونوں گیٹ سے نکل کر گلی میں ہی تھے جب پیچھے سے ایاس بائیک پر آیا۔

"رکشا نہیں ملا؟" اس نے رفتار کم کی۔

"شیئرنگ رکشائیں نہیں مین روڈ پر ملتا ہے۔" سنان نے جتایا۔

"چلو، چھوڑ دوں تم دونوں کو۔" دونوں نے ایسی کڑی نظریں اس کے سپرد کیں گویا وہ انہیں کسی گناہ کی دعوت دے رہا ہو۔

"تمہاری بائیک کی پچھلی سیٹ ہمارے شایانِ شان نہیں۔" اُسوہ نے چشمہ ناک پر درست کرتے ہوئے مسکرا کر طنز کیا۔

"جاؤ، کوئی بے چاری لیٹ نہ ہو جائے۔" سنان نے دوسرا آئینہ دکھایا۔

"بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔" اس نے تاسف سے سر ہلایا اور فر سے بائیک بھگا لے گیا۔

Scanned with CamScanner

شروعات یہاں سے ہوئی تھی کہ حسان نے چار دن لگاتار اس کی بائیک کے پیچھے لڑکی کو دیکھا۔ پانچویں دن حسان نے اماں اور شگفتہ کے سامنے استفسار کیا اور اس نے سہولت سے تفصیل بیان کی۔

"ٹیوزڈے کو لیزا تھی، وینسڈے کو زائرہ، تھرس ڈے شاید روبی تھی اور جمعہ کو مسکان کو لفٹ دی تھی۔" اس نے سب کے کھلے منہ اور پھٹی آنکھیں دیکھیں ہی نہیں۔

"باپ نہ ماری پڑری بیٹا تیر انداز، ہونہہ!" سب سے پہلے اماں ہوش میں آئیں اور عادتاً لاڈلے پوتے کی کرتوت کو ایک 'ہونہہ' میں اڑانے کی کوشش کی۔

"آپ کہیں ممی کو مینڈکی تو نہیں کہہ رہیں؟" شگفتہ نے اس کی پیٹھ پر ایک زور کا 'ہتھڑ' لگایا۔

"تمہاری بائیک پر روز نئی لڑکی کیوں ہوتی ہے، یہ بتاؤ؟"

"مطلب آپ چاہتی ہیں ایک ہی لڑکی ہو؟"

"میں چاہتی ہوں، پچھلی سیٹ خالی رہے۔"

"آپ سب جانے کیا سمجھ رہے ہیں۔ کالج جاتے ہوئے راستے میں بس یا رکشا کا ویٹ کرتا کالج یا کلاس کا کوئی شناسا چہرہ مل جائے تو اسے بٹھا لیتا ہوں۔"

"تمہارے شناسا سارے چہرے زنانہ کیوں ہیں؟" اُسوہ نے تیکھا سوال کیا۔

"ایسا تو نہیں ہے، ہاں لیکن یہ سوچنے والی بات ہے مجھے روز 'زنانیاں' ہی کیوں روکتی ہیں؟"

"سدھر جاؤ۔ تمہارے پاپا کو خبر ہوئی تو خیر نہیں، انہیں یہ حرکتیں پسند نہیں۔" شگفتہ نے سنجیدہ مزاج شوہر کے متعلق سچ ہی کہا۔

"پاپا کو خدمت خلق، سوشل ورک پسند نہیں؟" وہ بڑی معصومیت سے حیران ہوا۔

"جس میں ایک جوان لڑکے کے ساتھ کئی لڑکیاں شامل ہوں، ایسا سوشل ورک نہیں پسند، نہ انہیں نہ ہمیں۔"

"اب کوئی ہاتھ لہرا کر لفٹ مانگے تو کیا میں زن سے آگے بڑھ جاؤں؟ آپ سب مجھے بداخلاقی کا درس دے رہے ہیں۔" اس نے ان سب کو شرم دلانی چاہی۔

"اب زیادہ شور نہ ڈالو تم سب۔ ویسے ہی دنیا میں بدا اچھا بدنام برا کا اصول رائج ہے۔" اماں نے بھی مشرقی دادی کا کردار نبھاتے ہوئے سب نظر انداز کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ "ایسی باتیں تو اڑی اڑی طاق پر بیٹھی، خواہ مخواہ ابد نام ہو جائے گا ایاس۔"

اس دن کے بعد سے اعجاز کے علاوہ سب اس کے 'سوشل ورک' سے باخبر تھے اور وہ بھی ایسی ویسی کوئی بات نہیں کہتا مزید شیر ہو گیا تھا۔ اس کی زبان صرف باپ کے سامنے قابو میں رہتی تھی۔

☆☆☆

وہ کمرے میں آئی تو اماں فون پر بات ختم کر رہی تھیں۔

دکھ بھریں بی فاختہ اور کوے انڈے کھائیں!" فون رکھ کر وہ بڑبڑائیں۔

"اب کس نے کیا کر دیا؟"

"تیری ماں نے پائی پائی جوڑی، قربانی دی، من مارا اور اس گھر میں چھ مہینے بھی نہ رہ سکی۔" وہ بجھ گئیں، دوسری طرف یقیناً تبسم تھیں۔ "اور ذاتی مکان کا سارا عیش و آرام اس کی سوکن کے حصے میں آیا۔"

"وہ کیا کہہ رہی تھیں؟" اس نے کام کی بات پوچھی۔ تبسم یونہی فون نہیں کرتی تھیں۔

"تیرا باپ نکلا ہے وہاں سے۔" دادی کا موڈ آف تھا۔

ایسے موقعوں پر وہ سمجھ نہیں پاتی تھی انہیں اپنی بیٹی کی جواں مرگی کا دکھ زیادہ ہوتا ہے یا داماد کو اپنی دوسری بیوی بچوں کے ساتھ خوش دیکھنے کا حالاں کہ وہ خود ضد کر کے بچپن میں ہی اسے اپنے ساتھ لے آئی تھیں۔ اس کے باوجود ابو اس سے غافل نہیں تھے۔

URDU NOVELS MAG

فون پر خبر گیری کے ساتھ ساتھ وہ پابندی سے وقت نکال کر اس سے ملنے آتے تھے۔ انہوں نے فاصلے کے باوجود باپ بیٹی کے رشتے کو سرد مہری، بے رخی یا تکلف کا شکار نہیں ہونے دیا تھا۔ جب بھی ملتے اسے گلے لگاتے، اس کا ماتھا چومتے، سامنے بیٹھ کر اس سے گھنٹوں بات کرتے، اس کی سنتے، اپنی کہتے، کبھی کبھی اسے اپنے ساتھ باہر لے جاتے، ساتھ کھانا کھاتے۔ انہوں نے دور رہ کر بھی باپ کی محبت اور شفقت بھرے لمس اور آغوش سے اسے محروم نہیں رکھا تھا۔

وہ جانے لگی تو انہوں نے آواز دی۔

"تو کہاں بھاگ رہی ہے؟"

"مامی کے بالوں میں مہندی لگانی ہے، ابو کے آنے سے پہلے وہ ختم کرلوں۔" دادی کو مزید موقع دیے بنا وہ باہر نکل گئی۔

مامی کے بالوں میں مہندی لگانے کے بعد وہ نہا دھو کر نئی شرٹ اور پاجامے میں تیار تھی۔ بالوں میں برش چلا کر اس نے دراز سے سفید ہیئر بینڈ نکال کر سر پر ایڈجسٹ کیا۔ کالج سے گھر آتے ہی اس کا حلیہ بدل جاتا تھا۔ بال درست کرنے کے بعد وہ باہر سے تازہ پھول توڑنے صحن میں آئی تو اِیاس اپنی بائیک دھو رہا تھا۔ وہ دل مسوس کے رہ گئی۔

"انکل آرہے ہیں؟" اس نے پائپ لگاتے ہوئے پوچھا۔

"ہمم۔" اسے اس سے کام تھا لیکن چھٹی کے دن والی تفصیلی صفائی اتنی جلدی ختم نہیں ہوناتھی۔ وہ گل دان میں پھول سجا کر باورچی خانے میں ڈبے اور فریج کھنگال رہی تھی جب وہ اندر آیا۔

"یہ لو۔" اس نے لفافہ اس کے سامنے لہرایا۔

"تھینک یو۔" وہ کھل اٹھی تھی۔ "کتنے اچھے ہو تم۔" وہ مسکا لگانے کے انداز میں مسکرائی۔

اس کے ابو کو جس حلوائی کی دکان کی کچوری پسند تھی وہ ہوم ڈیلیوری نہیں دیتے تھے اور اس وقت سنان بھی موجود نہیں تھا۔

"ہوں، تو مگر یہ تمہیں کم کم ہی یاد رہتا ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

☆☆☆

حسان نے باپ سے بات کی اور انہوں نے بھی اس معاملے میں بیٹے کی پسند قبول کرلی۔ شمیلہ اس کی ہم جماعت تھی۔ باقی معاملات بھی جلد طے ہوگئے۔ باقاعدہ منگنی تو نہیں ہوئی مگر قریبی رشتے داروں کے ساتھ چھوٹی سی تقریب میں رشتے اور شادی کی تاریخ کا اعلان ہوا۔ اسی محفل میں شمیلہ کی خالہ زاد اصفیاء کے حسن نے اِیاس کو چاروں خانے چت کردیا۔

"اُسوہ!" خلاف معمول اس کے سامنے والی کرسی کے بجائے آج وہ بغل والی کرسی پر بیٹھا تھا۔

"ہمم۔" اس کی سرگوشی کے جواب میں اس نے پلاؤ سے مٹر چن کر اس کی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے مصروف انداز میں ہنکارا بھرا۔

"تم شمیلہ بھابھی کی ساری کزنز سے ملی؟"

"ہمم۔" اس نے اسی مصروف انداز میں کہا۔

"یہ مٹر میں چن لیتا ہوں۔" اسے اس کی غیر منقسم توجہ چاہیے تھی۔ وہ چمچ سے مٹر اٹھا کر اپنی پلیٹ میں ڈالنے لگا۔ وہ دونوں اپنی پلیٹوں میں ابلے انڈے کی زردی سفیدی، مٹر آلو اور کشمش بادام کے تبادلوں کے عادی تھے۔ اس مہربانی پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"سنبھل کے کیسا نوابی! احسان بھائی کا سسرال ہے، ماموں گردن پر چھری پھیرنے سے پہلے اماں اور مامی کی سمت دیکھیں گے بھی نہیں۔"

"تمہاری اور بھائی کی پھیلائی افواہوں نے مجھے بدنام کیا ہے ورنہ......" اچانک وہ رک گیا۔ ابھی اسے ناراض کرنا اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے جیسا تھا۔ اُسوہ نے ابرو چڑھا کر چشمے کے پیچھے سے اسے گھورتے ہوئے پانی کا گلاس اٹھایا۔

"زندگی میں پہلی بار سیریسلی کسی سے محبت ہوئی ہے۔"

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

اُسوہ کے منہ میں بھرا گھونٹ فوارے کی شکل میں باہر آیا۔ شکر تھا وہ دونوں میز کے آخری سرے پر تھے۔ اس کی کھانسی پر اب سب اس کی طرف متوجہ تھے۔ ایاس نے ٹشو سے چہرہ صاف کرتے ہوئے ساری توجہ اپنی پلیٹ پر مرکوز کردی۔

"آہستہ کھاؤ، کہاں بھاگنے کی جلدی ہے؟" دادی نے کہا۔

کھانسی بند نہیں ہوئی تو شگفتہ اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی پشت سہلانے لگیں۔ ان دونوں کے علاوہ سب شادی اور اس کی تیاریوں پر سنجیدہ گفتگو میں مشغول تھے۔ کچھ دیر بعد وہ سنبھلی تو کھانس کھانس کے آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ اس نے دوپٹے سے چہرہ خشک کیا۔

"پانی پیو اور آہستہ آہستہ کھاؤ۔" شگفتہ نے گلاس اسے تھمایا اور اپنی جگہ بیٹھ گئیں۔

وہ سر ہلا کر کھانے لگی۔ دل تو کر رہا تھا ایاس کو کھینچ کر ابھی باہر لے جائے مگر کھانا چھوڑ کر یہاں سے اٹھنا مشکل تھا۔ سب پھر وہیں سے دوبارہ گفتگو شروع کر چکے تھے جہاں رکی تھی۔

"میں ٹیرس پر ہوں، وہیں آؤ۔" ایاس کھانا ختم کر چکا تھا۔ اٹھتے ہوئے اسے اوپر آنے کو کہتا وہ چلا گیا۔ وہ بھی تیزی سے پلیٹ کے چاول ختم کرنے لگی۔

"چھپ گھڑی میں اور صورت طباق میں ہوتی ہے۔" اماں نے اس کی رفتار پر ٹوکا۔ "پارلر کے بیسوں چکر لگایا تو کرا بھر کر بیٹھیں گھس، کھانا ایسے کھائے گی تو خاک رونق ہوگی شکل پہ۔"

"جتنی بھوک تھی اتنا کھایا ہے اماں، ویسے دو نوالے کم کھانے چاہیے تھے۔" وہ کرسی کھسکا کر کھڑی ہوگئی۔ "پوچھیں مامی سے کتنی رونق ہے میرے چہرے پہ۔" اس نے انگلیاں کھول کر چہرے کے سامنے دائرے میں گھمائی اور باہر نکل گئی۔ اوپر پہنچی تو وہ ہتھیلیوں پر سر رکھے آسمان کی سمت چہرہ کیے لیٹا تھا۔

"ایک دن میں ہی مجنوں کی طرح تارے بھی گننے لگے۔" وہ کمر پر ہاتھ رکھے اس کے پاس کھڑی ہوگئی۔

"تمہاری مدد مجھے مجنوں بننے اور تارے گننے سے بچا سکتی ہے۔" یونہی لیٹے لیٹے اس نے نظر اس کی طرف کی۔

"اتنی کزنز تھیں وہاں بھابھی کی کہ مجھے سب یاد بھی نہیں، کون ہے وہ؟" وہ اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گئی۔

"اصفیاء۔"

"وہ ایشوریہ جیسی آنکھوں والی؟" اسے وہی ایک یاد تھی۔

"ظاہری حسن کا عاشق نکلا تمہارا دل بھی چہ۔" ساری محفل میں اصفیاء سب سے نمایاں تھی۔ حسن کے ساتھ ساتھ وہ خود کو محفل کی جان بنانے کے ہنر سے بھی لیس تھی۔

"تمہیں اچھی نہیں لگی؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نہ کہوں تو ابھی اسی وقت فاتحہ پڑھ لوگے تازہ محبت پہ؟"

ایاس کو جواب دینے کی یہ شرط قطعی اچھی نہیں لگی۔ خاموشی سے اس کا منفی جواب اخذ کر کے اس نے کہا۔

"تو میری رائے رہنے ہی دو۔"

"اور کیا پتا ہے اس کے بارے میں تمہیں؟"

"وہ شمیلہ بھابھی کی خالہ زاد ہے اور بی کام فائنل میں ہے، بس اتنا ہی معلوم ہے۔ تم نے تب ہی اشارہ کیا ہوتا ساری جانچ پڑتال کر لیتی ناں۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"تم تو اسے تاڑنے میں بزی ہو گے تو کام کی بات کیسے سوجھتی۔" اس کا لہجہ ہی نہیں چہرے کے تاثرات بھی ملامتی تھے۔

"میں سیریس ہوں۔ مجھے وہ پہلی نظر میں ہی اچھی لگی اور محبت بھی ہوگئی، پہلی بار میرا دل۔"

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

اُسوہ نے کان پر ہاتھ رکھ لیے۔
"یہ داستانِ محبت اس کے لیے بچا کے رکھو، میرے کانوں کو گناہ گار نہ کرو۔" اس نے ہاتھ ہٹائے اور اِیاس نے بری طرح گھورا۔"
"بہت بے مروت ہو۔"
"ہوں، تم اس بات کا خیال رکھا کرو۔"
"وہ فائنل میں ہے میرا ابھی لاسٹ سمسٹر ہے، تم صرف یہ پتا لگاؤ خدانا خواستہ وہ کہیں انگیج تو نہیں پھر ہم دونوں ہی سے بات کریں گے۔"
"تم اتنی جلدی شادی کرلو گے؟" اسے اس کی محبت پر ذرہ برابر یقین نہیں تھا مگر اتنی جلد بازی پر وہ حیران ہوئی۔
"کیوں، نہ کروں؟"
تمہیں آئے دن کوئی نہ کوئی لڑکی پسند آجاتی ہے،"ایسے میں۔"
"اُسوہ!" اس کے لہجے میں احتجاج تھا۔" کالج اور کلاس کی لڑکیوں کو لفٹ دینا یا تھوڑا بہت فلرٹ کرنا الگ ہے اور واقعی محبت ہونا الگ۔ یہ میری پہلی اور آخری محبت ہے۔"
"پہلی اور آخری دونوں سے اختلاف ہے مجھے۔ ویسے اگر وہ انگیج ہوئی تو؟ اتنی خوب صورت لڑکیوں پر سب کی نظریں ہوتی ہیں، لڑکوں کی بھی اور ان کی اماؤں کی بھی۔"
"تو پھر میرے ساتھ مل کر اس کی انگیجمنٹ توڑنا۔" وہ کھڑا ہوگیا۔
"ہیرو ہو یا ولن، طے کرلو پہلے۔"
"اسے حاصل کرنے کے لیے سب کچھ بن سکتا ہوں، ولن کیا۔"
"بس بس......" اس نے ہاتھ اٹھا کے روکا۔" مجھے ہضم نہیں ہو رہے تم، وامٹ شامٹ نہ ہو جائے۔"
اِیاس کا دل کیا اٹھا کے نیچے پھینک دے اسے۔" تمہیں محبت ہوگی تب بدلہ لوں گا۔" اس کے ایک ایک لفظ چبا کے کہا۔

"تمہیں یقین ہے ابھی تک ہوئی نہیں؟" وہ انگوٹھے کی رنگ گھماتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔
"ہوتی تو میرا مذاق نہیں اڑاتیں۔" اس نے منہ پھلایا۔
"میں کیسے ساری انفارمیشن حاصل کروں؟ ایک فنکشن ہونا تھا ہوگیا، اب ایسا کوئی موقع کہاں سے نکالوں؟" اس نے بات بدل دی۔
"ممی یا اماں کو کسی بہانے شمیلہ بھابھی کے گھر لے جاؤ اور ان سے ہی پوچھ لو۔"
"اِیاس!" نیچے سے سِنان نے آواز دی۔ وہ دو سال چھوٹا تھا مگر اسے نام سے بلاتا تھا۔
"پاپا بلا رہے ہیں۔"
چلو۔" وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔" اس وقت پاپا جی کو ناراض نہیں کرسکتا۔"
"تم جاؤ میں کچھ دیر میں آتی ہوں۔"
"جلدی آنا۔" وہ نیچے اترا تو وہ سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر لیٹ گئی۔ خالی الذہن سی آسمان پر جگمگاتے پورے چاند اور تاروں کو تکتے ہوئے پھر گہرائی سے کوئی احساس اوپر آنے کو سر سرا رہا تھا مگر وہ کسی مغرور شہزادی کی طرح تغافل کے پنجوں سے ان آوارہ احساسات کو کچلنے پر ملکہ حاصل کر چکی تھی۔

☆☆☆

شادی میں زیادہ دن نہیں تھے اور اس سے پہلے اِیاس، سنان اور اُسوہ تینوں کے امتحان بھی تھے۔ وہ شگفتہ کے ساتھ ایک بار جا کر اتنا کنفرم کر آئی تھی کہ اصفیاء کی منگنی نہیں ہوئی ہے نہ کہیں رشتہ طے ہوا ہے۔ اِیاس نے اسے اس کا فون نمبر حاصل کرنے کہا اور اُسوہ نے بے دردی سے اس کی فرمائش ٹھکرا دی۔ اس کا خیال تھا شادی تک اِیاس کو کوئی بھی ایسی ویسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جس سے شمیلہ کے گھر والوں کے سامنے انہیں شرمندگی ہو۔
"یعنی شادی کے بعد شرمندہ کرسکتا ہوں؟"
"تم باز آنے سے تو رہے اس لیے کم سے کم

URDU NOVELS MAG

حسان بھائی کی نیا تو پار لگ جانے دو۔ ویسے بھی تم اپنی سریس پہلی اور آخری محبت کے لیے سنجیدہ ہو تو سمسٹر کلیئر کر کے کیمپس پلیسمنٹ حاصل کرنے پر توجہ دو۔" اس نے اپنے رنگ والے پاؤچ سے نئی رنگ نکال کر انگوٹھے میں ڈالتے ہوئے اسے مشورہ دیا جو اس کے دل کو لگ بھی گیا۔

سب سے پہلے اُسوہ کے امتحان ختم ہوئے تھے اور شگفتہ اسی انتظار میں تھیں۔ روز بازاروں کے چکر لگنے لگے۔ حسان مزاج اور عادات میں باپ پر گیا تھا۔ شگفتہ کی شگفتہ مزاجی اِیاس اور سِنان میں ہی آئی تھی۔ اُسوہ کے ساتھ ان کا رویہ سہیلی جیسا تھا۔ شادی کے لیے اپنے جوڑے، جیولری، میک اپ، مہندی سب کچھ ان دونوں نے یوں کیا تھا جیسے ہم عمر ہوں۔

شادی بھی ہوئی اور شمیلہ گھر آگئی۔ سارے ہنگاموں میں اُسوہ کے ساتھ ساتھ سنان بھی اِیاس کی اصفیاء میں دلچسپی جان گیا تھا۔ وہ دونوں ہی سارا وقت اس کی لگامیں کھینچ کر رکھتے تھے۔ تینوں اس بات سے انجان تھے کہ ان کی کھسر پھسر اور نگاہوں کے تبادلے اصفیاء کو بھی باخبر کر گئے ہیں۔

☆☆☆

"ممی!"

اِیاس کی پرجوش آواز پر اُسوہ اور سنان نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ آج شمیلہ کی خالہ کے یہاں ان سب کی دعوت تھی۔

"یہ لیں۔" اس نے چار خوبصورت بوکے میز پر رکھے۔ اُسوہ نے مسکراہٹ چھپانے منہ پھیر لیا اور شگفتہ نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔"

"یہ کیا لے آئے؟"

"میزبانوں کے لیے پھول۔" اس کی باچھوں کے لیے آج چہرہ کم پڑ رہا تھا۔

"تمہیں مٹھائی لینے بھیجا تھا۔"

"آں......؟"

"ہاں۔"

"البیلی نے پکائی کھیر دودھ کی جگہ ڈالا پنیر۔"

اماں کا بروقت طنز حاضر تھا۔ کبھی ایسے کام نہ کرنے والا آج ماں کی ایک آواز پر بازار جو دوڑا تھا۔

"مجھے اتنا سمجھ آیا کہ اماں نے ابھی ابھی اِیاس کو البیلی کہا۔" سِنان بھی صورت حال سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"مجھے تو لگ رہا ہے جیسے حسان بھائی کے سسرال نہیں اِیاس بھائی کے سسرال جا رہے ہے سب۔" باورچی خانے میں جھاڑو لگا رہی پائل دور کی کوڑی لائی۔

"دیکھیے تو وہ کتنے زیادہ تیار ہے۔" وہ جھاڑو والا ہاتھ کمر پر رکھے دروازے میں کھڑی تھی۔

"زیادہ تیار سے کیا مراد ہے پائل جی؟ میک اپ کیا ہے یا پارلر سے ریڈی ہو کے آیا ہوں؟"

"مردوں کے بھی پارلر ہوتے ہے، جا کے بھی آئے ہوگے۔" وہ شانے اچکاتے ہوئے واپس اندر چلی گئی۔

سِنان کو زور سے ہنسی آگئی۔ اِیاس اسے گھورنے لگا۔

"بے وقوف! وہ بھی چار چار اٹھا لائے اور مٹھائی کا ایک ڈبا نہیں۔" شگفتہ وہیں اٹکی تھیں۔

"چھوڑیں ماما۔" اُسوہ نے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ "مٹھائی سب ہی لے جاتے ہیں، یہ پھول زیادہ خوب صورت اور خاص ہیں۔" تبھی حسان اور شمیلہ کمرے میں داخل ہوئے۔

"تیار ہیں سب؟" حسان نے پوچھا۔

"بس پانچ منٹ حسان بھائی۔" اُسوہ نے آئی لائنر کی شیشی اٹھا کر شگفتہ کو کرسی پر بٹھایا۔

"آپ تینوں ہال میں ویٹ کریں۔" شمیلہ نے حسان کے ساتھ ساتھ سنان اور اِیاس کو بھی مخاطب کیا۔

"یہ بھی لے جاؤ۔" شگفتہ نے میز پر رکھے گل دستوں کی سمت انگلی اٹھائی۔

"یہ کیا؟" حسان نے ایک گل دستہ ہاتھ میں لے کر پوچھا۔

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

"میزبانوں کے لیے پھول!" سنان نے کہا اور ایاس بنا کچھ کہے دو بوکے اٹھا کر چلا گیا۔ وہ دونوں بھی سعادت مندی سے ہال میں چلے گئے۔

بیٹھ جاؤ۔" اماں نے شمیلہ سے کہا۔ اُسوہ شگفتہ کی بند آنکھوں پر لائنر لگانے کے بعد پھونکیں مار رہی تھی۔"

"ابھی مامی بھانجی کے سولہ سنگھار باقی ہیں۔" اماں نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اماں!" شگفتہ نے بند آنکھوں کے ساتھ احتجاج کیا۔ "لائنر، لپ اسٹک کو سولہ سنگھار تو نہ کہیں۔"

"مامی! آپ یہ لپ اسٹک لگائیں، میں گجرا وہیں بھول گئی لے کر آتی ہوں۔" شگفتہ کے کمرے کا اے سی کام نہیں کر رہا تھا اس لیے وہ کھانے کی میز پر سب پھیلائے ادھر موجود تھیں۔

"آنکھیں کھولوں؟"

"کھول دیں۔" اس نے اندر مڑتے ہوئے کہا۔

شگفتہ نے ننھے سے آئینے میں دیکھ کر اُسوہ کی نکالی لپ اسٹک لگائی تب تک وہ دوڑتی واپس آئی۔ ان کے جوڑے کے گرد موتیا کا گجرا باندھا۔ تب تک شگفتہ سامنے رکھے جیولری باکس سے اس کے کپڑوں کے مطابق آکسیڈائز بریسلیٹ اور ائیر رنگز نکال چکی تھیں۔

"یہ پہن لو، لائنر نہیں لگانا؟"

"نہیں! لپ بام لگایا ہے بس۔" اس نے بریسلیٹ ہاتھ میں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ شگفتہ نے سب سمیٹا اور اٹھا کر کمرے میں رکھنے چلی گئیں۔

چلیں اماں! بھابھی۔" اس نے کان میں ائیر رنگز پہنتے ہوئے ان دونوں سے کہا جو خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔"

"چلو۔" اماں ان مناظر کی عادی تھیں۔

"چلیں بھابھی۔" اس نے مڑ کر اسے آواز دی۔ "مامی بھی آجائیں گی۔" اسے لگا وہ ان کے لیے رکی ہے۔ شمیلہ اس کے پیچھے ہولی۔

ایاس کی صلاحیتوں کا لائیو مظاہرہ سنان اور اُسوہ نے پہلی بار دیکھا۔ اس نے اصفیاء سے بے تکلف مذاکرات کے بعد اس کا فون نمبر بھی حاصل کر لیا تھا۔

وہاں سے واپسی پر وہ کپڑے تبدیل کر کے اس ڈھونڈتی چھت پر آئی۔

" کر دیا پروپوز؟" وہ پچھلی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا فون اسکرول کر رہا تھا۔

"واہ! مجھے جلد باز کہنے والی کو پہلی ملاقات میں ہی پروپوزل چاہیے۔"

"تم جیسے دل پھینک قسم سے تو مجھے پہلی ملاقات بھی نہیں چاہیے۔" اس نے منہ بنایا۔

"تمہارے نامہ اعمال میں گناہ لکھنے والے فرشتوں کی ڈائریاں مجھ پر لگائے جھوٹے الزاموں سے ہی بھری ہوں گی۔"

"اور تمہاری ایسے مکرنے والے جھوٹ سے۔ اتنی دیر اصفیاء کے ساتھ کیا بات کی پھر؟"

"بس ادھر ادھر کی، فوراً حالِ دل تو نہیں سنا سکتا نا۔"

"اگلی ملاقات کی راہیں تو ہموار کر لی ہوں گی؟" جواب میں ایک اترائی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

"چہ! لڑکی اور محبت کے چکر میں اچھے خاصے ہونق ہو گئے ہو۔" اس نے تاسف سے سر ہلایا۔

"تم اور جیلس؟"

"حق ہا۔"

تب ہی سنان دھپ دھپ کرتا اوپر آیا۔

"میرا تو ویٹ کیا ہوتا۔" اس نے اُسوہ سے شکایت کی۔

"سوری، صبر نہیں ہو رہا تھا۔"

"پھر کب جا رہے ہو 'فرسٹ ڈیٹ' پر؟" سنان نے سیدھے پتے کی بات پوچھی۔

"کیا دن آ گئے ہیں میرے اللہ!" اُسوہ نے

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ "ہمارے گھر میں 'ڈیٹیں' ڈسکس ہو رہی ہیں۔

"کل۔" اِیاس نے اس کا ڈرامہ نظر انداز کیا۔

"ہا......" اُسوہ مارے حیرت کے پوری اس کی سمت گھوم گئی۔ "یہ تو تم سے زیادہ جلد باز نکلی۔

"مابدولت کا چارم ہے۔" اس نے فرضی کالر کھڑکھڑائے۔

"اندھوں اور بے وقوفوں کی کمی نہیں دنیا میں۔" سِنان نے کہا۔

"تم بھی جیلس؟"

"حق ہا۔"

"کہاں جا رہے ہو؟"

"تمہیں بتا دوں تا کہ تم دونوں بھی میرے پیچھے وہاں پہنچ جاؤ، بالکل نہیں۔"

"الحمدللہ، اس گھر میں اندھوں اور بے وقوفوں کی شدید کمی ہے۔" سِنان نے تشکرانہ لہجے میں کہا اور اُسوہ نے تائیدی سر ہلایا۔

"تم دونوں اوپر ہو؟" نیچے سے شمیلہ کی آواز آئی۔ اِیاس اور اُسوہ آگے کی دیوار تک آئے جہاں سے نیچے شمیلہ نظر آ رہی تھی۔

"جی۔" اِیاس نے کہا۔

"کیا کر رہے ہو وہاں اندھیرے میں؟"

"کچھ خاص نہیں، یونہی باتیں کر رہے ہیں۔" سِنان بھی ان کے برابر آ کر کھڑا ہوا۔

"آپ بھی آئیں۔" اُسوہ نے دعوت دی۔

"نہیں، انکل تمہارا پوچھ رہے ہیں۔" اس نے اِیاس سے کہا۔

"اچھا، ان سے کہیں آ رہا ہوں۔" اِیاس نے کہا اور وہ اندر چلی گئی۔

"پاپا نے بھی آج ڈیٹ رکھ لی۔" سِنان مسکرایا۔

"اس ڈیٹ سے پسینے چھوٹتے ہیں میرے۔" اس نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا۔

"اصفیاء نے تمہاری شکایت تو نہیں کر دی؟" اُسوہ نے ڈرایا۔

"شبھ شبھ بولو۔" وہ سیڑھیوں کی طرف جاتے ہوئے بولا۔

اس کی درگت دیکھنے کے لالچ میں وہ دونوں بھی اس کے پیچھے نیچے آئے مگر اعجاز نے اسے امتحان اور امتحانوں کے بعد کا منصوبہ پوچھنے بلایا تھا۔ اس کا ایم سی اے کا آخری سمسٹر تھا۔

☆☆☆

وہ کچھ دن بڑا خوش سا ہواؤں میں اڑتا رہا۔ اصفیاء سے ملاقات کے بعد فون پر ان کا مسلسل رابطہ تھا۔

آج اصفیاء ان کے گھر آئی تھی۔ ساتھ شمیلہ کی بہن بھی تھی۔ اصفیاء نے آنے کا اِیاس کو بتایا اور اس نے ان دونوں کو اور وہ تینوں ہی کلاس اور کام چھوڑ کر مختلف بہانے بنا کر دوپہر کے کھانے پر گھر میں موجود تھے۔ کھانے سے ذرا پہلے شگفتہ کو اپنی سہیلی کے یہاں بریانی اور کھیر بھیجنے کا خیال آیا۔

"اِیاس یہ زہرہ کے یہاں دے آؤ۔" انہوں نے ہاٹ پاٹ اور بٹر ویئر کا ڈبہ تھیلی میں ڈال کر میز پر رکھا۔

"میں؟" اس نے حیرت سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"بائیک تمہاری ہی ہے، جلدی کرو۔" وہ واپس باورچی خانے میں چلی گئیں۔

"سِنان تم دے آؤ۔" اس نے چھوٹے کو حکم دیا۔

"تمہاری بائیک کو ہاتھ نہ لگانے کی قسم نہیں توڑ سکتا۔" اس نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"بائیک سے کون جانے کو کہہ رہا، شہر کے رکشا تمہارے اور اُسوہ کے دم سے ہی ہیں۔"

"ممی!" اس نے آواز لگائی۔ "میں نہیں جا رہا سِنان سے کہیں۔"

"وہ بائیک سے نہیں جائے گا، اس لیے تم

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

جاؤ۔"

"اسے بھی بائیک دلا دیں۔"

"ابھی آرڈر کرتی ہوں، تب تک یہ پہنچا کے آؤ۔"

"پلیز ممی! میں نہیں۔"

"کھانے کو بسم اللہ کھانے کو استغفر اللہ۔" گھر والوں اور مہمانوں سے پہلے ہی کھیر سے انصاف کر رہے سِنان کو پیچھے سے دادی نے دھموکا جڑا اور میز سے ریموٹ اٹھا کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے ریموٹ سے ٹی وی چلایا۔

"اماں کبھی مجھ سے محبت کا ثبوت بھی دیں گی، میں یہ حسرت لے کر ہی مروں گا۔" سِنان نے زمانے بھر کی مایوسی چہرے پر سجاتے ہوئے پیالی میں بچی کھیر چمچہ میں بھر کر منہ میں ڈالی اور کھڑا ہو گیا۔

"ویسے اِیاس سے پوچھیں وہ آج اس وقت گھر میں کیوں موجود ہے۔" تھیلی اٹھا کر باہر نکلنے سے قبل اس نے ماں اور دادی کو مشکوک کرنے کی کوشش کی۔

"طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی اس لیے جلد آ گیا۔" اس نے فوراً جواز پیش کیا۔

"تو یہاں کیا کر رہے ہو؟" باورچی خانے سے نکل کر مہمانوں والے ڈنر سیٹ کی پلیٹیں میز پر رکھتے ہوئے اُسوہ نے کہا۔ "کمرے میں جا کر آرام کرو، آپ ہی کہیں اماں۔" اِیاس نے بری طرح اسے گھورا۔

"ابھی یہاں سب کھانے کو جمع ہوں گے، جا آرام کر۔" اماں کا مشورہ حسب امید تھا۔

"میں اب ٹھیک ہوں۔" اس نے چہرے پر بشاشت سجاتے ہوئے گویا ثبوت بھی دیا۔

"یہاں زنانیوں کے بیچ کیا کرنا، کمرے میں آرام کر۔" اُسوہ نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

"مجھے بھوک لگی ہے اسی لیے تو بیٹھا ہوں یہاں۔"

"اول طعام بعدہ کلام۔ تو اتنی دیر سے منہ میں دہی جمائے کیوں بیٹھا ہے، کھانا مانگ لیتا۔" انہوں نے اُسوہ کو دیکھا۔ "اسے کھانا دو پہلے۔"

جی اماں۔" اس نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔"

"اماں! سب کے ساتھ ہی کھاؤں گا اب۔" اس نے تیزی سے کہا مانو اُسوہ چھڑی گھما کر کھانے کی پلیٹ اس کے سامنے رکھنے والی ہو۔

"الٹی سمجھے نہ سیدھی۔" اماں نے بیزار ہو کر توجہ ٹی وی کی سمت مرکوز کر دی۔ اسی وقت شمیلہ اصفیاء اور اپنی بہن کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

"ہم بھی کچھ مدد کریں۔" اصفیاء نے اُسوہ سے پوچھا۔

"دیگچی، پیالے اور پلیٹیں آپ نے ہی خالی کرنے ہیں اتنی مدد کافی ہوگی، بیٹھیں آپ سب۔" شمیلہ ان دونوں کو بٹھا کر باورچی خانے میں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد ساری خواتین میں واحد مرد اِیاس تھا۔ آج وہ اُسوہ کے بازو والی کرسی پر بیٹھا تھا کیوں کہ سامنے والی کرسی پر اصفیاء تھی۔ باتوں کے درمیان معمول کی طرح بریانی سے آلو اور کھیر سے کشمش، بادام کے تبادلے کو مہمان دلچسپی اور حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

☆☆☆

ابھی وہ پہلی خبر سے ہی سنبھلی نہیں تھی کہ اس کی دوسری بات پر کرسی سے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

پورے پاگل ہو گئے ہو، کیا بول رہے ہو یہ بھی نہیں سمجھ میں آ رہا تمہیں۔'

"میں اسے گھر سے بھاگ کر شادی کرنے میں ہیلپ کروں گا۔" اِیاس نے رک رک کر ایک ایک لفظ واضح انداز میں دہرایا۔

اِیاس!" جتنا وہ سنجیدہ تھا اُسوہ اب اتنی جھنجلائی تھی۔"

"یار! اس نے مجھ سے کچھ مانگا ہے اور میں۔"

"بڑے دل والا فلمی مجنوں بننے کی ضرورت نہیں۔" اس نے بات مکمل نہیں ہونے دی۔"

URDU NOVELS MAG

بالکل ہی پٹری سے اتر گئے ہو۔" اس کا انداز اِیاس کو اچھا نہیں لگا۔

"تم کو کبھی یقین ہی نہیں آیا کہ میں واقعی اس سے محبت کرتا ہوں۔" اس کے بدلے انداز پر وہ سنبھل کر چپ ہی رہی۔

"تمہیں یہ مذاق اور فلرٹ ہی لگا اور اب بھی اسے ایسے ہی ٹریٹ کر رہی ہو۔"

"میں نے جو بھی سمجھا ہو مگر تم جو کہہ رہے ہو وہ ناقابل قبول بلکہ نہایت فضول ہے۔"

"تمہارے لیے ہوگا، میرے لیے نہیں۔"

"تمہیں یہ صحیح لگ رہا ہے؟"

"غلط کیا ہے؟ تین سال سے وہ کسی سے محبت کرتی ہے۔ گھر والوں سے کہا، وہ راضی نہیں۔ اس کی جاب ہو گئی ہے اس لیے اب وہ گھر سے بھاگ کر شادی کر رہے ہیں۔ اس نے دوست سمجھ کر مجھ سے مدد مانگی ہے۔"

"دوست......؟ مت ماری گئی ہے تمہاری اِیاس۔ اتنے دن سے وہ تمہارے ساتھ کیا کر رہی تھی؟ اسے تمہاری فیلنگز کا پورا احساس ہے اور یہ جان کر ہی اس نے تمہیں یوں ٹریپ کیا ہے تاکہ ایک گدھے عاشق کو یوز کرے اور......"

"تم بہت غلط سوچ رہی ہو اُسوہ، وہ ایسی نہیں ہے۔" اس کے لہجے اور جملے پر اُسوہ کا دل کیا اچھی طرح کوٹ ڈالے اسے۔

"تم بے وقوف تو تھے ہی اب اندھے بہرے بلکہ گدھے ہو گئے ہو پورے۔" اس نے دانت پیسے۔

"کچھ بھی کہو میں نے ڈیسائیڈ کر لیا ہے اس کی ہیلپ کروں گا۔" وہ جس کرسی سے اٹھی تھی وہ اس پر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں اِیاس کے کمرے میں تھے۔

"یہ خاندان کا مسئلہ ہے اِیاس۔" کچھ دیر اسے گھورنے کے بعد اس نے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ "کتنی مسائل ہو جائیں گے تمہیں اندازہ نہیں ہے، سب سے اہم بات ماموں جان کو خبر ہوئی تو......؟ جان سے مار دیں گے تمہیں۔"

"کسی کو خبر نہیں ہوگی۔"

"کیسے نہیں ہوگی؟ میں ابھی جا کر انہیں بتا دوں تو؟"

"تم ایسا کبھی نہیں کرو گی۔" اس کے لہجے کا تیقن ہی تو اس کا غرور تھا مگر اس وقت وہ اس یقین پر تلملا کر رہ گئی۔

"میں تمہیں کسی حال میں یہ بے وقوفی نہیں کرنے دوں گی۔ ٹانگیں نہ توڑ دوں تمہاری؟"

"مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں، میں گھر سے بھاگ کر شادی کرنے میں اس کی مدد کروں گا یہ طے ہے اور تم کسی سے کچھ نہیں کہو گی۔" دونوں کے لہجے پریقین تھے اور دونوں ہی ایک دوسرے کو آر پار والی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

"گدھے ہو تم، انتہائی نالائق گدھے!" اُسوہ نے ہر لفظ چبا چبا کر کہا اور کمرے سے چلی گئی۔ یہ اس کی ناراضی کا اظہار تھا مگر پہلی بار اِیاس کو اس کی پروا نہیں تھی۔ ساری دنیا میں اس کے لیے اس وقت محبوب کی خواہش، اس کی التجا، اس کی پکار کے علاوہ کچھ نہ بچا تھا۔

سنان کے فائنل ایگزامز چل رہے تھے، وہ بمشکل کھانے کے لیے کمرے سے باہر نکلتا۔ کبھی کبھی کھانا بھی شگفتہ کو کمرے میں پہنچانا پڑتا تھا۔ اُسوہ اس نازک وقت میں اسے اپنے ساتھ شامل نہیں کر سکتی تھی۔ اِیاس کو سمجھانے اور قائل کرنے کی کوشش الٹے گھڑے پر پانی ثابت ہو رہی تھی۔ کئی بار خیال آیا شمیلہ سے بات کرے لیکن اگلے پل خود ہی اس خیال کی پرزور نفی بھی کرتی۔ اس نے محسوس ہونے لگا تھا وہ ان دونوں کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی ہے۔ ان دونوں کی بات میں سنان کے علاوہ کوئی تیسرا ممکن ہی نہ تھا۔

سنان کے امتحان ختم ہوئے تو اِیاس کے شروع ہو گئے۔ اس دوران اُسوہ سنان کو اس کے ارادوں کی خبر کر چکی تھی۔ آخری پرچے کے دن وہ دونوں اس کا

URDU NOVELS MAG

انتظار ہی کرتے رہے۔ رات میں اماں نے پوچھا تو اس نے جھوٹ کہا، وہ گھر آکر کب کا سو چکا اور بائیک اس کا کوئی دوست لے کر گیا ہے۔ چوں کہ آخری پرچا تھا اس لیے سب نے یقین بھی کرلیا۔

رات تین بجے آہستہ سے گیٹ کھول کر وہ اندر آیا تو سامنے اُسوہ زینے پر بیٹھی تھی۔ وہ بھی ادھر ہی آکر نچلی سیڑھی پر بیٹھ گیا۔ اُسوہ جواب سننے سے اتنا ڈر رہی تھی کہ کہاں سے آرہے ہو؟ اتنی دیر کہاں تھے؟ جیسے سوال ہی نہیں کیے۔ وہ کچھ دیر ہی انتظار کرسکا۔

"اب پوچھو بھی۔"

"اِیاس!" اس کے دھیمے لہجے میں افسوس اور غصہ تھا۔

اس نے تھکا تھکا چہرہ پیچھے موڑا اور سرخ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کی شکستہ حالت دیکھ کر اسے ترس آگیا۔ اس کی خبر لینے کے سارے ارادے دم توڑ گئے۔

"جو کرنا تھا تم کر چکے، اب دعا کرو آگے کوئی پرابلم نہ ہو۔"

"کسی نے پوچھا نہیں میرا؟"

"تم جلدی آکر کمرے میں سو رہے ہو۔"

"تھینک یو۔"

"کھانا کھایا؟"

"نہیں۔"

"چلو۔" وہ کھڑی ہوئی۔ "پہلے کھانا کھاؤ پھر سونا۔"

"اس وقت کھانا؟ رہنے دو۔" وہ آگے بڑھ گئی لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھا۔

"اگر تم ماتم منانے کا سوچ رہے ہو تو قسم سے میں ابھی تمہیں مار ڈالوں گی۔" اس نے پلٹ کر سنجیدگی سے کہا۔ "دیوداس بننے کا ارادہ وہیں سیڑھی پر چھوڑ کر کچن میں آؤ۔"

"بندہ اپنی مرضی سے محبت بھی نہیں کرسکتا۔" وہ بڑبڑایا۔

"وہ کر چکے تم اور اس معاملے میں اس سے زیادہ اپنی مرضی کی تمہیں اجازت نہیں۔" اس نے تیقن سے کہا اور دبے پاؤں اندر چلی گئی۔ اِیاس کھڑا ہوا تو اس کے ہونٹوں پر اداس مسکراہٹ تھی۔

بنا آواز پیدا کیے اس نے کھانا گرم کیا اور میز پر اس کے سامنے رکھا۔ کھانا دیکھتے ہی اسے احساس ہوا کس قدر بھوک لگی تھی۔ اس نے خاموشی سے کھانا ختم کیا تب تک وہ اندر چائے بنا رہی تھی۔

"کہاں گئے وہ دونوں؟" مگ اسے تھما کر سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے اپنا مگ اٹھایا۔

"تمہیں جتنا کم علم ہو اتنا اچھا۔" اس نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے انکار میں سر ہلانے کے بعد کہا۔

"تمہیں شک ہے کہ میں......"

"نہیں اُسوہ۔" اس نے تیزی سے جملہ قطع کیا۔ "لیکن بہتر یہ ہی ہے کہ تم لاعلم رہو۔"

"اتنا تو بتا دو نکاح کر کے گئے یا بعد میں کریں گے؟"

"وہ ہو گیا ہے۔"

"تم دونوں کیا اس وقت سحری کر رہے ہو؟" عقب سے اچانک شمیلہ کی آواز پر دونوں نے پیچھے دیکھا۔ شمیلہ ہاتھ میں خالی بوتل لیے کھڑی تھی۔ وہ پانی لینے آئی تھی۔

"مجھے بہت بھوک لگی تھی۔" اِیاس نے اطمینان سے کہا جب کہ وہ اس آمد پر گھبرا گئی تھی۔

"اُسوہ کو میسج کیا تو وہ جاگ رہی تھی۔" اس کی جھوٹی پلیٹ اب بھی میز پر تھی۔

"اچھا۔" وہ باورچی خانے میں چلی گئی۔

"ریلیکس۔" اِیاس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"چائے کے بعد نیند کہاں آئے گی۔" وہ بوتل بھر کر باہر آگئی۔

"میں تو سوؤں گی بھابھی، اِیاس کا پتا نہیں۔" اس نے مگ میز پر رکھ کر اِیاس کے آگے سے پلیٹ اٹھائی۔

"اِیاس کی نیند تو پوری ہو گئی ہو گی۔" کہتے

pklibrary.com
www.urdunovelsmag.com

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"یار یہ......" اسے فوراً درست لفظ نہیں سوجھا۔

"نیو ایڈیشن تو ٹینشن والا ہے۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے، غلط نہ سوچو۔" وہ برتن لیے اندر چلی گئی۔

اُسوہ اتنی دیر جاگی تھی کہ بستر پر لیٹتے ہی سو گئی۔ یہ ہی حال ایاس کا بھی تھا۔

صبح گیارہ بجے تک دونوں کمروں سے نہیں نکلے تو شگفتہ کو فکر ہونے لگی۔

"شام سے سویا ہے ابھی تک اٹھا کیوں نہیں اور اُسوہ اتنی دیر تک کبھی نہیں سوتی۔"

"رات تین ساڑھے تین بجے دونوں ڈائننگ روم میں تھے۔" شمیلہ نے کہا۔ "ایاس اس وقت کھانا کھا رہا تھا۔"

"اچھا، اس لیے۔" انہیں اطمینان ہوا۔ "رات میں کھانے کے لیے اسے جگایا ہوگا۔"

اُسوہ جانتی تھی یہ بات زیادہ دیر راز نہیں رہ سکے گی۔ اس کا خوف یہ تھا کہ اس میں ایاس کے کردار سے پردہ نہ اٹھ جائے۔ وہ دوپہر میں جاگا اور ناشتا کرکے بائیک لے کر پھر چلا گیا تھا۔

دوپہر میں شمیلہ فون آنے پر سب کے درمیان سے اٹھ کر اپنے کمرے میں گئی تو اسے یقین تھا اصفیاء کی ہی خبر ہوگی۔ اس کے بعد سے شمیلہ بہت خاموش اور فکر مندی سی فون میں ہی مصروف تھی۔

☆☆☆

اگلے دن وہی ہوا جس کا اسے دھڑکا لگا تھا۔

اپنے معمول کے وقت سے بہت بعد میں اعجاز گھر آئے تو انتہائی غصے میں تھے۔

"ایاس کہاں ہے؟" آتے ہی آفس بیگ صوفے پر پھینک کر انہوں نے غضب ناک لہجے میں شگفتہ سے دریافت کیا۔

"کیا ہوا؟ اتنے غصے میں کیوں ہیں؟ وہ کہیں باہر گیا ہے۔" شوہر کو کم ہی انہوں نے اس قدر برہم دیکھا تھا۔

"فون کرو اسے۔" انہوں نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے ہی وہ اسے میسج ٹائپ کر چکی تھیں۔

"بات کیا ہے وہ تو بتائیں؟"

"کیوں اتنا آگ بگولا ہو رہے ہو؟" اماں نے بھی حصہ لیا۔

اعجاز ہونٹ بھینچ کر ضبط کر رہے تھے۔

انہوں نے جیب سے فون نکالا اور خود ہی کال ملائی۔ تبھی باہر اس کی بائیک کا ہارن بجا۔ اُسوہ باہر بھاگی۔ گیٹ کھولا، وہ بائیک اندر لے آیا۔

"شاید ماموں کو پتا چل گیا۔" اس نے انگلیاں "مروڑتے ہوئے سرگوشی کی۔"

"ہیں......؟" بائیک اسٹینڈ پر لگا کر اترتے ہوئے وہ چونکا۔

"ایاس!" اندر سے اعجاز کی پکار پر اُسوہ کا رونا ہی باقی تھا۔ گھر میں سب سے زیادہ مشفق اور نرم رویہ ان کا اسی کے ساتھ تھا پھر بھی اسے ان کے غصے ڈر لگتا تھا۔

"ایاس!" دوسری پکار میں اشتعال کے ساتھ بے صبری اور جھنجلاہٹ بھی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ اس وقت وہاں شمیلہ اور حسان بھی موجود تھے۔

"جی پاپا۔" وہ ان کے سامنے جا کر رکا۔

"یہ ہمت ہے تمہاری؟" ان کی سرد آواز گونجی۔

"ذرا خیال نہیں آیا نہیں؟"

"میں نے کیا کیا؟" اس نے معصومیت سے الٹا سوال داغا۔ اُسوہ کا دل کیا ایک پٹختی سے اسے کہے۔ "قبول کرلو، بنومت۔"

"ساری عمر کی جمع پونجی، میرا اثاثہ عزت ہی تھی جو آج تمہاری وجہ سے......"

کیا کیا اس نے؟" شوہر کی آواز کی شکستگی شگفتہ کو پہلے ہی توڑ گئی۔ کانپتے دل کے ساتھ انہوں نے فوراً وجہ جاننا چاہی۔"

"اصغر صاحب، شمیلہ کے خالو کی بیٹی نے گھر

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

چھوڑ کر، والدین کے خلاف جا کر، اپنی پسند سے شادی کر لی ہے......" اِیاس نے لب سختی سے بند کیے۔ "اور یہ ممکن ہوا ہے ہمارے بیٹے کی مدد سے۔" وہ اِیاس کو دیکھ رہے تھے جس کی نظریں جھکی تھیں۔

"کک......کیا کہہ رہے ہیں؟" انہوں نے شوہر اور پھر بہو کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اصفیاء کل رات گھر سے بھاگ گئی ہے۔" شمیلہ نے کہا۔

"ان سب میں اِیاس...... یہ کیسے شامل ہو سکتا ہے؟ آپ سے کس نے کہا یہ سب؟ ضرور کوئی غلط......"

"شگفتہ! یہ سوال اہم نہیں پہلے اس سے پوچھو کہاں گئے ہیں وہ، باقی سوال جواب بعد میں ہوں گے۔"

"بن بلائی احمق کے دوڑی صحنک.....!" اماں ماتھے پر ہتھیلی مار کر بڑبڑاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ "دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی ضرورت کیا تھی؟"

"تم انہیں پہلے سے جانتے تھے؟ حسان کی شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں، یہ انوالو کیسے ہو سکتا ہے مجھے تو یہ ہی سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"کہاں گئے ہیں وہ؟" اعجاز نے سوال دہرایا۔ اِیاس لب بھینچے کھڑا تھا۔

"پہلے اس سے پوچھیں تو یہ واقعی انوالو ہے بھی یا نہیں، آپ یونہی......"

"اس کی خاموشی تمہیں سمجھ میں نہیں آ رہی؟" ان کی آواز میں جھنجلاہٹ تھی۔

"ارے!" اماں اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھیں۔ "جوان اولاد پہ یوں بھنویں نہیں تانتے، نرمی سے بات کرو، اِیاس باپ جو پوچھ رہا ہے اس کا جواب دے۔" وہ خاموش ہی رہا۔

اِیاس......؟" شگفتہ نے بے یقینی اور دکھ سے اسے دیکھا۔"

"میں نے ان کی مدد کی ہے اور......"

"میں وہ سب بعد میں پوچھوں گا۔" اعجاز کا سرد لہجہ ان کے غصے کا مظہر تھا۔

"وہ کہاں ہیں اس وقت یہ بتاؤ۔" اِیاس نے پھر سر جھکا لیا۔

"ان کا نکاح ہو چکا ہے اس لیے اب وہ کہیں بھی......"

"ایڈریس؟" ان کا لہجہ حکمیہ تھا۔

اصفیاء کے والد کے فون نے جہاں انہیں بیٹے کے کارنامے پر شرمندہ کیا تھا وہاں باپ کی بے بسی، لاچاری، بے قراری، فکرمندی اور عزت مٹی ہونے کی ندامت نے انہیں جھنجوڑ دیا تھا۔ اس طرح کے معاملات میں عموماً جو ہوتا ہے ان کا ردعمل اس سے مختلف تھا۔ انہوں نے غصے میں الزام تراشی، دھمکی اور گالیاں نہیں دی تھیں بلکہ کہا تھا کہ جو ہونا تھا ہو گیا اب وہ بیٹی کو واپس گھر لا کر رخصت کرنے کو تیار ہیں۔ بڑی لجاحت سے انہوں نے کہا تھا۔ اگر اِیاس انہیں بتا دے وہ کہاں گئے ہیں تو وہ اسے لے آئیں گے اور مٹی ہوتی عزت کسی طرح سنبھل جائے گی۔

"میں وہ نہیں بتا سکتا۔"

"اِیاس!" شگفتہ کو اب غصہ آ گیا۔ "تم پہلے ہی بہت بڑی حماقت کر چکے ہو، اب معاملہ اور نہ بگاڑو، جو پوچھ رہے ہیں وہ بتاؤ۔" وہ ہنوز چپ تھا۔

"اِیاس!" شگفتہ نے تنبیہی انداز میں پکارا۔

"سوری ممی لیکن میں......"

"وہ کہاں ہیں یہ بتاؤ یا ابھی اسی وقت گھر سے نکل جاؤ۔" سب نے گھبرا کر انہیں دیکھا۔ طیش میں آپے سے باہر ہونا یا انتہائی قدم اٹھانا، یہ اعجاز کا مزاج نہیں تھا۔

"اِیاس بیٹا! ہمارے بزرگ کہتے تھے آبرو جگ میں رہے تو بادشاہی جانیے، اسی لیے اصفیاء کا باپ اور اعجاز دونوں تم سے پوچھ رہے ہیں، ضد نہ کرو بتا دو۔" اماں نے اس کے قریب آ کر کہا۔

میں نہیں بتا سکتا اماں۔" اس کی وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔"

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

"تو ابھی اسی وقت نکل جاؤ گھر سے۔" اعجاز نے سرد لہجے میں دروازے کی سمت اشارہ کیا۔ "اور آئندہ صورت مت دکھانا اپنی۔" اور وہ بیچ میں پیچھے سب کو آوازیں دیتا چھوڑ کر دھپ دھپ کرتا دروازے اور پھر گیٹ سے باہر چلا گیا۔

"جوان اولاد کو یوں بارہ پتھر باہر نہیں کرتے۔" انہوں نے بیٹے کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔ "تم اب بات نہ کرنا اس سے وہ گھر آجائے تو میں پوچھتی ہوں، بتا دے گا۔"

"اس کرتوت کے بعد بتائے گا تو ہی گھر میں جگہ ہے ورنہ کوئی اس کی طرف داری اور ہمدردی نہ کرے۔"

اعجاز دوٹوک کہہ کر وہاں سے چلے گئے۔ باقی سب نے سر پکڑ لیا۔ سب اس کے چوری اور اوپر سے سینہ زوری والے رویے پر نالاں تھے۔ اماں کی بڑبڑاہٹیں جاری تھیں۔

"بی بی خطا کرے باندی پکڑی جائے!" وہ ان دادیوں نانیوں میں سے تھیں جن کے لیے پوتا پوتی نواسا نواسی کی کوئی غلطی غلطی نہیں ہوتی بلکہ ان سے فقط معصوم نادانیاں سرزد ہوتی ہیں جنہیں درگزر کرنا بڑوں کا فرض اولین ہوتا ہے۔

☆☆☆

امید کے مطابق رات ڈھائی بجے وہ گیٹ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اسے سیڑھی پر دیکھ کر اس کی طرف آنے کے بجائے وہ ہال میں چلا گیا۔ اُسوہ اٹھ کر اس کے پیچھے آئی۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ بیگ میں کپڑے ڈالنے لگا۔

"کہاں تھے ابھی تک اور یہ کیا کر رہے ہو؟" اس نے پہلے دروازہ بند کیا تاکہ کسی کو ان کی آواز سنائی نہ دے پھر اس کے پاس آکر پوچھا۔ اِیاس نے کچھ نہیں کہا اور کپڑوں کے بعد اپنی اسناد والی فائل بیگ میں پھینکی۔

"اِیاس! مجھے کیوں غصہ دکھا رہے ہو؟"

"کس نے کہا یہاں آؤ؟ جا کر سب کی طرح آرام سے سو جاؤ۔"

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟" اس نے ہاتھ سے پھسلتے تحمل کو مضبوطی سے دبوچا۔

"پاپا کا حکم مان رہا ہوں۔" دو آپشن دیے تھے ماموں نے اور تم......

"میں ان کی بات نہیں مان سکتا۔"

"اِیاس!" اس نے بڑے رسان سے کہا۔ "بات مت بڑھاؤ پلیز۔ ماموں جان جو کہہ رہے ہیں وہ بتا دو، ویسے بھی نکاح تو ہو چکا ہے ان کا۔"

"میں نے وعدہ کیا ہے کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔"

"اگر کسی کو علم نہیں ہوتا تو الگ بات تھی لیکن اب تو سب جان گئے ہیں ناں، ایسے میں تم کیوں اسے انا کا مسئلہ بنا رہے ہو؟"

"اسے مسئلہ گھر والے بنا رہے ہیں، وہ بالغ لڑکی اپنی زندگی کا فیصلہ کر چکی، اب اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔" اس کی بات پر اُسوہ کا پھر اسے پیٹنے کا دل کیا مگر فی الحال اسے معاملہ سنبھالنا تھا۔

"تم بالکل بے وقوفوں والی بات کر رہے ہو۔ یہ کوئی عام معاملہ نہیں ہے اور اگر تم نے اس کی مدد نہیں کی ہوتی تو اس گھر اور ہم سب کا اس سے کوئی لینا دینا بھی نہیں تھا، اب ساری دنیا جانتی ہے کہ انہیں گھر سے بھگانے میں تمہارا ہاتھ ہے، ماموں جان کو کتنی سبکی کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کا تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے، تم نے سنا نا اس کے والدین بھی اب انہیں قبول کرنے کو تیار ہیں پھر تم کیوں اس بات پر اڑے ہو؟"

"میں نے اس سے وعدہ کیا تھا۔"

"پورا کر دیا نا۔ اب گھر والوں کی سن لو۔"

"اس نے کہا ہے وہ کہاں ہیں یہ کسی کو نہ بتاؤں، کچھ دن بعد وہ خود گھر والوں سے کانٹیکٹ کرے گی۔ اسے کوئی ڈر ہوگا جبھی کہا نا، کیا پتا گھر والے انہیں زبردستی الگ کر دیں۔"

Scanned with CamScanner

URDU NOVELS MAG

"اس نے کہا ہے اور اتنی دیر سے میں جو بکواس کر رہی ہوں، ماموں جان جو کہہ رہے تھے وہ سنائی نہیں دے رہا تمہیں؟" ایاس خاموشی سے اپنا کام کرتا رہا۔

"چار دن کی محبت ہم سب سے اہم ہو گئی تمہارے لیے۔" اس کی آواز روہانسی ہو گئی تھی۔

"میری فیلنگز کی یہ انسلٹ ہی مجھے بہت غصہ دلا رہی ہے۔"

"اوہ شٹ اپ ایاس!" اس کی برداشت جواب دے گئی۔

"گیٹ آؤٹ!" اس نے جس طرح جھنجلا کر اور چڑ کر کہا، ایاس کو بھی غصہ آگیا۔ کوئی اس کی کمٹمنٹ اور احساسات سمجھ ہی نہیں رہا تھا مگر کم سے کم اُسوہ کو تو سمجھنا ہی چاہیے تھے۔

"مروتم۔" اس نے پلنگ پر رکھے اس کے بیگ کا ڈھکن ہاتھ مار کر گرایا۔ "جو کرنا ہے کرو مگر یہ لکھ کے اپنی جیب میں رکھ لو، جب پچھتاؤ گے تو میرے پاس مت آنا۔" اس کا لہجہ جلالی تھا اور آنسو گالوں پر پھسل رہے تھے۔ وہ باہر نکل گئی۔

"نہیں آؤں گا۔" اس کے پیچھے اس کی آواز ابھری تھی۔

اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس وقت کسے اٹھائے جو ایاس کو سمجھا کر روک سکے۔ شگفتہ کو اٹھانے جاتی تو اعجاز نے بھی جاگ جانا تھا۔ اماں کو اٹھاتی تو ذرا دیر میں وہ سارے گھر کو جگا دیتیں۔ ان دونوں کے علاوہ وہ کسی اور کی بات سننے والا نہیں تھا۔ اعجاز اور اس کے آمنے سامنے آنے سے اس وقت کسی بہتری کی توقع نہیں تھی۔ کمرے میں آکر اس پچوئشن میں اپنے جذبات کے ابال پر اس نے خود کو لتاڑا۔ یہ وقت حالات مزید نہ بگڑے، یہ دیکھنے کا تھا۔

"کہاں جائے گا دو دن دوستوں کے ساتھ گھوم کر اسے واپس یہیں آنا ہے۔" آخر اس نے خود کو تسلی دیتے ہوئے سوچا۔

"یوں بھی اس کے امتحان ختم ہوئے ہیں اس لیے ہو سکتا ہے تھوڑی تفریح کا پلان اس نے پہلے ہی بنا رکھا ہو اور اب اسے گھر چھوڑنے کی دھمکی کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔"

یہ خیال اسے تھوڑا پر سکون کر گیا۔ کچھ دیر اپنے کمرے میں بے قراری سے ٹہلنے کے بعد دماغ ٹھنڈا ہوا تو اس سے بات کرنے اور سمجھا کر قائل کرنے کے لیے وہ پھر اس کے کمرے میں آئی۔ کمرا خالی تھا۔ اس نے صحن میں جا کر دیکھا، بائیک وہیں کھڑی تھی مگر ایاس جا چکا تھا۔ واپس کمرے میں آکر اس نے فون لگایا۔ دو رنگ کے بعد ہی ایاس نے کال منقطع کر دی۔

"مرو!" غصے میں اس نے فون پلنگ پر پھینکا۔ اس وقت اسے ذرا بھی اندازہ نہیں تھا آنے والا وقت سب کی زندگیاں بدل دینے والا ہے، خاص طور پر اس کی زندگی۔

اگلی صبح ایاس کے گھر چھوڑ جانے کی خبر پر سب نے وہ ہی سوچا جو اُسوہ خیال تھا کہ چند دوستوں کے ساتھ گھوم پھر کر وہ لوٹ کر گھر ہی آئے گا، مگر اس کی اس حرکت نے اعجاز کا غصہ اور بڑھا دیا تھا۔ انہوں نے اعلان کر دیا اسے گھر میں آنے نہ دیا جائے۔ سب ہی اسے فون کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ کسی کا فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ ہفتہ بھر بعد بھی اس کی یہ ہی روش برقرار رہی تو شگفتہ فکر مند ہوئیں۔ سنان اس کے جن دوستوں کو جانتا تھا اسے ان کے گھر دوڑایا گیا۔ کسی کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا تب سب کو معاملے کی نزاکت کا احساس ہوا۔

شگفتہ اس کے پاس آئیں تو وہ جھوٹ نہ کہہ سکی۔

"تمہیں پہلے سے علم تھا وہ اس کی مدد کرے گا؟" ان کے لہجے کی بے یقینی اسے اور شرمندہ کر گئی۔

"اس نے مجھے اور سنان کو بتایا تھا۔" اس نے آہستہ سے دہرایا۔

"اُسوہ! اُسوہ! تم نے گھر میں کسی کو کیوں نہیں بتایا؟ کم سے کم مجھے تو بتاتیں، تمہیں خیال نہیں آیا اسے

URDU NOVELS MAG

اس بے وقوفی اس نادانی سے کسی بھی حال میں روکنا ضروری ہے اور اس کے لیے جو ہو سکتا ہے وہ کرنا چاہیے، ہماری ان سے رشتہ داری ہے، تعلقات خراب ہوں گے، بدنامی اور شرمندگی الگ۔ تمہیں اپنے ماموں کا بھی خیال نہیں آیا؟"

"مامی......" پہلی بار اس کی ہنس مکھ ممانی غصے میں تھیں۔

"تم ایسی ناسمجھ تو نہیں ہو جو اس معاملے کی نزاکت نہ سمجھ سکو۔ اصفیاء غلطی کرنے جا رہی ہے یہ معلوم ہو جانے پر اول تو اس کے ماں باپ کو خبر کرنا ضروری تھا دوسرا ایاس کو کسی قیمت پر اس میں انوالو نہیں ہونا چاہیے تھا، تمہیں گھر میں کسی کو بتانے کا خیال کیوں نہیں آیا...... سب کچھ رک سکتا تھا اگر...... یا اللہ......" انہوں نے دونوں ہاتھ سر پر رکھے۔

"مامی......" اسے رونا آ گیا۔ "ہم نے ایاس کو سمجھانے کی کوشش کی تھی، اتنی جلدی وہ یہ سب کر لے گا ہم بھی نہیں جانتے تھے۔"

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی، مجھے تو یقین نہیں آ رہا تم نے جانتے ہوئے یہ ہونے دیا۔ کسی کا نہیں مگر اپنے ماموں کی عزت اور رتبے کا ہی خیال کیا ہوتا ...... بہت مایوس کیا تم نے مجھے۔" اچانک اسے مامی کی آنکھوں اور لہجے میں اجنبیت محسوس ہوئی۔ وہ تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں اور اُسوہ بے جان سی پلنگ پر بیٹھ گئی۔ اسے بس رونا آ رہا تھا۔ پہلی بار تھا اس کی خوش مزاج اور شگفتہ سی مامی تھی۔ ناراض تھیں، وہ اس سے بات نہیں کر رہی تھیں اور اسے انہیں مخاطب کرتے بھی رونا آ رہا تھا۔ ان دونوں کے بیچ کا یہ الجھاؤ اور تناؤ کسی سے چھپ نہیں سکا۔ ایاس اور اس کی دوستی کی روشنی میں شمیلہ سب سے پہلے اس کی تہہ تک پہنچی تھی۔

"تم جانتی تھیں ایاس اس کی ہیلپ کر رہا ہے؟" شمیلہ کا سوال اماں کو پسند نہیں آیا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا اب لکیر پیٹنے کا کوئی فائدہ نہیں، بس ایاس گھر آ جائے یہ دعا کرو۔"

تب ہی سنان نے آ کر اپنی کرسی سنبھالی۔ شگفتہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا ناشتا لینے اندر چلی گئیں۔

"امتحان ختم ہو گئے، تو اب کہاں جا رہا ہے؟" اماں نے موضوع بدلا اور شمیلہ پہلو بدل کر رہ گئی۔ اسے ان دونوں پر غصہ تھا مگر گھر میں کوئی اسے نکالنے کا موقعہ ہی نہیں دے رہا تھا۔ اسے بھی اُسوہ زیادہ قصوروار لگ رہی تھی۔

"نیکسٹ سمسٹر کے پروجیکٹ کا بہت کام ہے۔" وہ بھی آج کل سنجیدہ تھا۔

اُسوہ نے اپنی چائے ختم کی اور کپ اور پراٹھے کی پلیٹ اٹھا کر باورچی خانے میں چلی آئی۔ شگفتہ سنان کے لیے آملیٹ بنا چکی تھیں۔ ہاٹ پاٹ سے پراٹھا نکال کر پلیٹ میں رکھا اور چلی گئیں۔

"کل کی طرح رات مت کر دینا، جلدی آنا۔" ادھر وہ اس سے کہہ رہی تھیں۔ "کلاس نہیں ہیں تو کینٹین بھی بند ہوگی، ٹفن دے دوں؟"

"نہیں، کالج کے باہر اسٹالز ہیں کافی۔"

اس کے اندر کبھی کبھی سر ابھارتا بدگمانی کا بچھو آج ڈنک مار ہی گیا۔ "سنان کو بھی تو علم تھا۔" دل میں آئے اس خیال کے بعد وہ دھواں اٹھا کہ سارے منظر سیاہ ہوتے چلے گئے۔ "ایک سی خطا پر سزا بس ایک کو اور اس کی وجہ......"

اندر جو اُسوہ گئی تھی وہ باورچی خانے سے باہر نہیں آئی۔

جلتی پر تیل ڈالنے والا کام دونوں بڑی ممانیوں نے اپنا فرض سمجھ کر کیا۔ انہیں ہمیشہ سے شگفتہ کی خوش مزاجی دکھاوا لگتی تھی اور اُسوہ اور ان کا رشتہ دنیا کی واہ واہ سمیٹنے والا فریب۔ سنان نے بھی نواسی کے ساتھ ان کے پاس نہ رہنے کی وجہ ساری دنیا کو بتا رکھی تھیں۔ شگفتہ کی تعریف نہ کرتے ہوئے بھی وہ اس طرح ان کے نمبر بڑھاتی تھیں۔ شگفتہ جو ساری تعریفیں اور رشک سمیٹتی آئی تھیں یہ ان کے حساب برابر کرنے کا وقت تھا۔